حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

web alhaqqania.org

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را　　　　گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

آپ حضرت مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶۷ھ) صدر مدرس مدرسہ عالیہ دہلی کے صاحبزادہ ہیں والد محترم اپنے زمانہ کے زبردست عالم علوم عقلیہ ونقلیہ میں ماہر اور استاذ الکل تھے یہاں تک کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے بھی وہ استاذ گرامی تھے۔

سلسلۂ نسب: آپ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور کے صدیقی شیخ ہیں آپ کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے، چھٹی پشت میں آپ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے جدامجد ایک ہی ہوجاتے ہیں اور آپ دونوں ہم زلف بھی ہوتے ہیں۔

نانوتہ میں وطن کی ابتدا: مولانا کے جدامجد قاضی مظہر الدین رحمہ اللہ ۸۷۱ھ میں سکندر لودھی کے زمانہ میں سمرقند سے آئے جن کو سکندر لودھی نے دہلی کا قاضی بنایا اور ان کے بیٹے میراں بڈے کو نانوتہ کا قاضی بنایا، بحکم شاہی میراں بڈے نے نانوتہ میں رہائش اختیار کی، یہ میراں بڈے مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد یعقوب صاحب سے تیرہویں پشت میں بزرگ ہیں۔

پیدائش: اس جامع کمالات ہستی نے اس قصبہ نانوتہ کی سرزمین کو اپنی پیدائش کا شرف بخشا اور ۱۳؍صفر ۱۲۴۹ھ میں آپ پیدا ہوئے مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔

ابتدائی تعلیم: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید حفظ اور ابتدائی فارسی وغیرہ تعلیم نانوتہ ہی میں حاصل کی تھی اس کے بعد پھر اپنے والد ماجد کے ہمراہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے دہلی گئے اور مدرسہ عالیہ میں داخلہ لیا، والد محترم جناب مولانا مملوک علی صاحب جب ذوالحجہ ۱۲۵۹ھ میں بموقع تعطیل دہلی سے نانوتہ تشریف لائے تو واپسی پر آپ کو بھی اپنے ہمراہ تعلیم کیلئے دہلی لے گئے اور مدرسہ عالیہ میں ۴؍محرم ۱۲۶۰ھ سے میزان اور گلستان سے تعلیم کا آغاز کیا، تمام کتب معقول ومنقول اپنے والد ماجد سے پڑھیں البتہ علم حدیث مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری محشی بخاری سے بھی پڑھا، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی اور مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری دونوں شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کے اور یہی دونوں حضرات استاذ حدیث ہیں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کے بھی۔

ڈپٹی کلکٹری کا عہدہ: تحصیل علم کے بعد پہلے آپ اجمیر میں ملازم ہوکر تشریف لے گئے، اجمیر کے پرنسپل نے آپ کی ذکاوت وذہانت دیکھ کر گورنمنٹ میں سفارش کی اور ڈپٹی کلکٹری کا عہدہ منظور کرایا لیکن آپ نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا پھر آپ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر بمشاہرہ ڈیڑھ سو روپے مقرر ہوگئے تھے کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۵۷ء کا قصہ پیش آیا، آپ اپنے گھر رہے، ہنگامہ فرو ہونے کے بعد چھ مہینے کی تنخواہ آپ کو گورنمنٹ سے بھیجی گئی۔

مثالی تقویٰ: لیکن آپ نے اس کے لینے سے انکار کردیا کہ میں نے ان دنوں میں کچھ کام ہی نہیں کیا تنخواہ کیوں لوں، چنانچہ نو سو روپے واپس کردیے، یہ مولانا کا انتہائی تقویٰ تھا ورنہ اس کے جواز میں کیا کلام تھا۔

دارالعلوم دیوبند کی صدر مدرسی: محرم ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم کی بنیاد قائم ہوچکی تھی، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کے ارشاد سے اس خدمت کو ایک اسلامی خدمت سمجھ کر ۱۲۸۳ھ کے آخر میں دارالعلوم تشریف لے آئے اور نہایت قلیل مشاہرہ بیس روپے پر صدر مدرس قرار پائے۔

آپ چونکہ جامع العلوم والفنون مشاہیر زمانہ میں سے ہونے کے ساتھ ایک صاحب قوت قدسیہ بزرگ بھی تھے اس لئے آپ کے وجود باجود سے دارالعلوم میں ایک تازہ روح آگئی اور مدرسہ اور طلبہ کو قابل فخر فیوض وبرکات حاصل ہوئے۔ مولانا ممدوح خود بھی ایک نمونۂ سلف جامع العلوم صاحب شریعت وطریقت بزرگ تھے اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے ہمعصر اور جانشین سمجھے جاتے تھے، مگر چونکہ آپ کا قیام اپنے وطن نانوتہ میں تھا اس لئے ہر وقت ہر معاملے میں شریک حال نہیں رہ سکتے تھے، مولانا محمد یعقوب صاحب کی ذات بابرکات سے کلی وجزوی ہر قسم کے امور میں نہایت قوی مدد مدرسہ کو پہنچتی تھی اور ہر قسم کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوتا رہتا تھا، آپ

نے ۱۳۰۲ھ تک یعنی حیات کے آخری لمحات تک دارالعلوم کی مسند صدارت کو تقریباً اٹھارہ سال تک زینت بخشی اور آپ اس اٹھارہ سال کے عرصہ میں دارالعلوم سے تعلیم حاصل کرنے واستفادہ کرنے والوں اور فارغ ہونے والوں کے استاذ گرامی ہیں۔ ۱۳۰۱ھ تک دارالعلوم کا جو چوتھا جلسہ دستار بندی ہوا تھا اس میں جن دس فارغین علماء کرام کی دستار بندی کی گئی تھی ان میں خصوصیت سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہا اللہ قابل ذکر ہیں۔

دارالعلوم کے پہلے مفتی: آپ دارالعلوم کے فتاویٰ بھی تحریر فرماتے تھے جب اس میں آپ کا بہت وقت صرف ہونے لگا تو ارباب شوریٰ نے آپ کو کار تعلیم سے سبکدوش کر کے فتاویٰ کی اہم خدمت کیلئے مقرر کر دیا مگر تبرکاً مختصر کار تعلیم پھر بھی آپ کے ذمہ رہا۔ (جاری ہے)

یادرفتگاں

مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ

(دوسری و آخری قسط)

حسن صورت اور عادات

آپ کی طبیعت میں بہت جلال تھا عبادت و ریاضت سے جذب کی سی کیفیت بھی طاری رہتی تھی اور سلوک کی بھی، آپ مجذوب سالک تھے آپ بہت خوش خلق، خوش وضع، خوش لہجہ، خوش گفتگو، خوش پوشاک تھے اور حسین بھی ایسے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ شہزادہ ہیں، باوجودیکہ آپ متمول گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور زندگی ہرطرح کی فارغ البالی میں گذرتی تھی لیکن پھر بھی سادگی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ دیکھا گیا کہ آپ کے پائجامہ میں کمر بند کی جگہ بان ڈلا ہوا تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے دریافت فرمانے پر فرمایا کہ کمر بند تلاش کرنے سے ملا نہیں اس لئے بان ڈال لیا، حضرت گنگوہی نے فرمایا میرا کمر بند لنگی (کھونٹی) پر سے لے کر ڈال لو، آپ نے کمر بند جو دیکھا تو اسمیں روپیہ بھی بندھا ہوا تھا حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اس میں تو روپیہ بھی بندھا ہوا ہے، فرمایا کہ مع روپیہ کے کمر بند آپ کی نذر ہے چنانچہ آپ نے روپیہ لے لیا اور کمر بند پائجامہ میں بلا تکلف ڈال لیا۔

بے تکلفی ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کھانا کھا رہے تھے آپ بھی تشریف لے آئے حضرت گنگوہی اپنے ہاتھ میں کا ٹکڑا آپ کو دیکر گھر میں سے اور کھانا لینے کے واسطے چلے گئے آپ نے بلا تکلف وہ ٹکڑا کھانا شروع کر دیا، حضرت تھانوی نے فرمایا کہ ان سب حضرات کا آپس میں ایسا برتاؤ تھا کہ یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ ان میں کون بڑا ہے، مثل صحابہ رضی اللہ عنہم کے آپس میں بے تکلف اور جاں نثار تھے، ہر شخص دوسرے کو اپنے سے بڑا سمجھتا تھا۔

تواضع اور منکسر مزاجی دیوبند کے تین کوس موضع املیا کے ایک شخص نے طلباء کے ساتھ آپ کی بھی آموں کی دعوت کی مگر سواری نہیں لایا آپ پیدل تشریف لے گئے، جب چلنے لگے تو اس نے بہت سے آم گھر لے جانے کیلئے دیے مگر پہنچانے کیلئے کوئی شخص ہمراہ نہ تھا مولانا نے اپنے حصہ کے آم اپنے کپڑے میں باندھ لئے اور بغل میں لے کر چل دیے، ایک طرف کی بغل تھک گئی تو دوسری طرف لے لیا بار بار کروٹیں بدلتے ہوئے دیوبند پہنچے تو ہاتھ زیادہ تھک گئے تھے، مولانا نے اس گٹھڑی کو سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ بھائی یہ ترکیب پہلے سے سمجھ میں نہیں آئی اس وقت حالت یہ تھی کہ مولانا کو دونوں طرف سے بازار میں سلام ہو رہا تھا اور مولانا جواب دیتے جاتے تھے، اس حالت میں مولانا کو ذرا بھی تغیر نہ تھا، سبحان اللہ کیا تواضع ہے نفس ان حضرات میں تھا ہی نہیں۔

بیعت وخلافت

آپ صاحب نسبت بزرگ اور حضرت حاجی امداداللہ صاحب تھانوی مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) کے مُجاز اور ارشد خلفاء میں سے تھے، حضرت حاجی صاحب رشتہ داری کی وجہ سے اکثر نانوتہ تشریف لے جایا کرتے تو مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، کتابوں کی جلد بندی بھی حضرت حاجی صاحب سے ہی ان دونوں صاحبوں نے سیکھی تھی، اپنی لکھی ہوئی کتابوں کی جلدیں باندھ لیتے تھے حضرت حاجی صاحب رسالہ ''وحدۃ الوجود'' میں فرماتے ہیں ''مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب ومولوی احمد حسن صاحب (امروہی) وغیرہم ازعزیزان فقیر اند وتعلق بافقیر دارند'' اور حاشیہ ضیاء القلوب میں تحریر فرماتے ہیں ''وہمچنیں عزیزم مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی .... رادانند کہ اوشاں نیز مجاز اند'' مطلب یہ

کہ حضرت حاجی صاحب فرما رہے ہیں کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی کو بھی ایسا ہی سمجھو کیونکہ وہ بھی میرے مُجاز ہیں۔

کشف آپ بڑے صاحب کشف بھی تھے اور اکثر مکاشفات آپ کے صحیح ہوتے تھے پھر لطف یہ ہے کہ اپنے مکاشفات کا اخفاء نہیں فرماتے تھے بلا تکلف سب کے سامنے خوب صاف صاف بیان فرمادیا کرتے تھے، بہت بے تکلف اور صاف طبیعت تھے۔

ظرافت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مولانا جب کسی کو پیٹتے تھے تو ایسی ایسی مزہ دار باتیں غصہ میں فرماتے تھے کہ دوسرے کو بے اختیار ہنسی آتی تھی، کوئی طالب علم اگر کہتا کہ اللہ کے واسطے نہ ماریئے، تو فرماتے ہاں اللہ ہی کے واسطے مارتا ہوں ایسے مفسدوں کو سزا دینے کیلئے اللہ ہی نے حکم فرمایا ہے، وہ کہتا رسول کے واسطے نہ ماریئے، فرماتے ہاں رسول ہی کے واسطے مارتا ہوں، انہوں نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے مفسدوں کو سزا دو، مولانا بڑے ذکی تھے ہر بات کا خوب جواب دے دیتے تھے، مولانا کے سبق میں بڑا لطف آتا تھا ایسی ایسی باتیں فرمایا کرتے تھے، سبحان اللہ! کیا لوگ تھے، مولانا بڑے ظریف تھے فرماتے تھے ''آج کل کے بعض مولوی فوجیوں سے کم نہیں وہ پلٹن اور رسالہ سے لڑتے ہیں یہ کتاب اور رسالہ سے'' مولانا ایک ہندو مصنف کو جن کے پلک اور بھنوؤں وغیرہ پر بھی بالکل بال نہ تھے فارغ البال کہا کرتے تھے۔

ریاضی میں اعلیٰ درجہ کا دخل حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ کو باوجود محدث ومفسر ہونے کے ریاضی میں اعلیٰ درجہ کا دخل تھا، سرکاری مدارس کے مدرسین لاینحل اشکالات مولانا سے حل کرانے آجایا کرتے تھے، مولانا وضو کرتے ہوئے اوقلیدس ومساحت کے سوالات بے ساختہ حل کرتے جاتے تھے اگر کسی ادنیٰ طالب علم نے بھی کسی غلطی کی طرف توجہ دلائی تو فوراً اقرار فرمالیتے تھے کہ ہاں بھائی میری غلطی تھی، جب کتاب کا کوئی مقام سمجھ میں نہیں آتا تھا تو بلا تکلف اپنے ماتحت مدرسین میں سے کسی کے پاس کتاب لے کر بیٹھ جاتے تھے اور جو بات سمجھ میں نہ آتی تھی اس کو پوچھ لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اول مرتبہ ہی میں جہاں تک میرا ذہن پہنچنا ہوتا ہے پہنچ جاتا ہے اگر نہیں پہنچتا تو سمجھ لیتا ہوں کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

وسعت مطالعہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ''ہمارے بعض حضرات کی نظر بہت وسیع تھی جیسے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک ہزار کتابیں میں نے دیکھی ہیں، مولانا ہر وقت کتابیں دیکھا کرتے تھے اور ذکی اس قدر تھے کہ کوئی گھنٹہ دو گھنٹہ چادر اوڑھ لے تو اس کو سونگھ کر بتا دیتے تھے کہ مرد نے اوڑھی ہے یا عورت نے''۔

حزم واحتیاط مولانا نے تسخیر وحب کا عمل بھی محض اس لئے سیکھ لیا تھا کہ آپ کو ہر چیز کے جاننے کا شوق تھا، عمل کرنے کے واسطے نہیں سیکھا تھا لیکن جب آپ کو عامل نے اس کی یہ خطرناک تاثیر بتلائی کہ ایک بار امیر زادی پر اس عمل کا امتحان کیا گیا تھا تو اس عمل سے وہ میرے پاس آگئی تو یہ سن کر مولانا گھبرا گئے، فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ نفس کا کیا اعتبار ہے نہ معلوم کس وقت وہ بدل جائے اس لئے میں نے اس عمل کو ذہن سے بھلانے کی کوشش کی یہاں تک کہ اب اس کا ایک لفظ بھی یاد نہیں۔

مقام ناز مولانا کو ایک دفعہ کسی حالت میں رقم کی ضرورت تھی حق تعالیٰ سے دعا کی تو روپیہ مل گیا پھر خواب میں جنت کا محل دیکھا حاضرین سے پوچھا یہ کس کا محل ہے، انہوں نے مولانا کا نام بتایا مگر دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک کنگرا ٹوٹا ہوا ہے، مولانا کے دریافت کرنے پر جواب ملا کہ انہوں نے دنیا میں مانگ لیا ہے، خواب سے بیدار ہو کر حق تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ حضور اگر جنت کے کنگرا ہم کو یہاں ملنے لگیں تو ہم سارا محل ہی کھا جائیں گے، آپ کے یہاں کیا کمی ہے یہاں الگ دیجئے اور وہاں الگ دیجئے، مولانا مقام ناز میں تھے اس لئے حق تعالیٰ سے ایسی باتیں کرلیا کرتے تھے۔

درس مثنوی شریف جس زمانہ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں صدر مدرس تھے تو طلبہ نے مثنوی مولانا روم پڑھنے کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم دارالعلوم نے یہ کہہ کر منع فرمادیا کہ مولانا کو دیوبند میں رہنے دو ورنہ یہ اپنے آپ سے باہر ہو کر یہاں سے جنگلوں میں بھاگ جائیں گے۔

تصنیفات آپ کے ستر خطوط جو آپ نے اپنے مرید منشی محمد قاسم نیانگری کو بارہ سو اسی ہجری سے ۱۳۰۱ھ کے درمیان لکھے ہیں ان میں تصوف وطریقت اور شریعت کے بے شمار رازہائے سربستہ کو منظر عام پر پیش فرما کر امت اسلامیہ پر بڑا احسان فرمایا، جابجا معرفت اور شریعت کے مسائل پر روشنی ڈالی ہے جو اہل علم کیلئے سرمۂ بصیرت ہے اور بہت سے فقہی مسائل سے پردہ اٹھایا ہے، انہی مطبوعہ خطوط کے ساتھ آپ کی بیاض یعقوبی بھی طبع ہوئی اور سوانح قاسمی کے نام سے آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک بہترین خاکہ بھی مرتب کیا ہے جس سے مختصر طریقہ پر حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔

شاعری بیاض یعقوبی میں آپ کے عربی، اردو، فارسی کے اشعار ہیں جن سے یہ امر قاری کے ذہن میں منقش ہوجاتا ہے کہ آپ ادب میں مختلف اصناف کے جامع اور بڑے صاحب ذوق ادیب ہیں، آپ کے اشعار میں بڑی جان، صفائی اور سادگی کے ساتھ بڑی روانی اور سلاست ہے، بیاض یعقوبی میں ایک قصیدہ میمیہ بھی ہے جو کہ دوسو پینتالیس اشعار پر مشتمل ہے، یہ قصیدہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سچی اور والہانہ محبت وعشق کا نتیجہ ہے۔

حکمت یونانی اس بیاض یعقوبی میں آپ کے بہت سے نسخے بھی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ بہت بڑے حاذق طبیب بھی تھے اور دارالعلوم میں بھی آپ طلبہ کو طب یونانی کی کتابیں پڑھایا کرتے تھے چنانچہ ۱۲۹۵ھ کی روداد کے اخیر میں جہاں ایک اعلان میں اس کی خبر دی گئی ہے کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ دارالعلوم میں طب یونانی کے پڑھانے کا انتظام بھی کیا گیا ہے، گویا آپ حکمت ایمانی، علوم دینیہ کے ساتھ حکمت یونانی طب کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ اوراسی طرح بیک وقت آپ انسانوں کے جسم اور روح دونوں کی تربیت اور خدمت میں مشغول تھے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

وفات آپ شب شنبہ (ہفتہ) یکم ربیع الاول ۱۳۰۲ھ بمرض ہیضہ مبتلا ہوئے اور شب دوشنبہ (سوموار) ۳/ربیع الاول ۱۳۰۲ھ تقریباً ایک بجے وفات پائی، آپ کی قبر مبارک آپ کے وطن نانوتہ ہی میں لب سڑک سہارنپور باغ نو میں واقع ہے، اللّٰہم اغفر لہ وارحمہ۔

(بشکریہ ترجمان اسلام ستمبر ۱۹۶۸ء)